روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 30۔اکتوبر 2014ء 5محرم 1436ہجری 30۔اخاء 1393ہش جلد 64-99 نمبر 246

رسول اللہؐ کے پیارے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے۔تو آپ نے فرمایا حسن اور حسین۔ آپؐ حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کرتے تھے میرے بیٹوں کو بلاؤ۔ پھر آپ ان دونوں کو گلے سے لگاتے اور بوسہ دیتے تھے۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب- مناقب الحسن و الحسین حدیث نمبر3705)

اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر واستقامت‘ زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے

حسین رضی اللہ عنہ طاہر ومطہر اور سرداران بہشت میں سے ہے

حضرت مسیح موعود کے قلم سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کا بیان

حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 654)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا وقت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے براہ راست خطبہ جمعہ کا وقت برطانیہ میں اوقات کی تبدیلی کی وجہ سے پاکستانی وقت کے مطابق آئندہ سے شام 6 بجے ہوگا۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں اور زیادہ سے زیادہ اس روحانی مائدہ سے فیضیاب ہوں۔

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کر کے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔ اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں خدا نے برکت دی اور اس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید 18 کوارٹرز زیر تعمیر ہیں۔ اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر و توسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم وبیش 20 لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

سوانح حیات طیبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ترکی کے ایک مصنف نے پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کے سردار ﷺ کی حیات طیبہ کے اہم واقعات کا ایک مختصر خاکہ اس طرح دیا ہے۔

سال	عمر مبارک	واقعہ
570ء		یمن کے حملہ آور لشکر کو اہل مکہ کا پسپا کرنا جسے عام الفیل کہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی یثرب میں وفات۔ محمد رسول اللہؐ کی پیدائش
570ء-575ء	0-5	بدوی قبیلہ بنوسعد کے پاس محمد رسول اللہ ﷺ کا (حضرت حلیمہ کے پاس) پرورش پانا۔
576ء	6	مدینہ کے قریب (ابواء کے مقام پر) محمد رسول اللہ کی والدہ حضرت آمنہ کا وصال۔
578ء	8	محمد رسول اللہ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات اور آپ کا اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں آنا۔
582ء	12	محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک تجارتی قافلے کے ساتھ سفر شام
594ء	24	محمد رسول اللہ ﷺ کا حضرت خدیجہ کا تجارتی مال شام کو لے جانا
595ء	25	مکہ میں محمد ﷺ کی حضرت خدیجہؓ سے شادی۔ (اس زوجہ مطہرہ سے آپ کے 4 فرزند اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ فرزند چھوٹی عمر میں وفات پا گئے)
610ء	40	مکہ کے باہر ایک پہاڑ کی غار حرا میں محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی کے نزول کا آغاز
613ء	43	تبلیغ عام اور قریش کے قبائل کی مخالفت اور ایذا رسانی
615ء	45	ابتدائی صحابہ میں سے چند صحابہ کا ایبے سینیا ہجرت کر جانا
617ء-619ء	47-49	محمد رسول اللہ ﷺ اور دیگر مسلمانوں کا مجبوراً مکہ چھوڑنا اور ایک قریبی گھاٹی (شعب ابی طالب) میں پناہ گزین ہونا۔ اس عرصہ میں قریش کا محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے ہراول دستے کے ساتھ سوشل بائیکاٹ رہا۔
619ء	49	حضرت ابوطالب اور اسی طرح حضرت خدیجہ کا وفات پا جانا۔ اسراء اسی سال ہوا۔
620ء	50	ایک بیوہ حضرت سودہؓ سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح فرمایا اور حضرت عائشہؓ سے منگنی ہوئی۔ یثرب کے پہلے وفد کی محمد رسول اللہ ﷺ سے ملاقات یہ وفد چھ افراد پر مشتمل تھا۔
621ء	51	یثرب کے بارہ باشندوں نے آکر بیعت کی۔ (اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں)
622ء	52	75 افراد پر مشتمل اہل یثرب کا آکر بیعت کرنا۔ (اسے بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں) اس کے جلد بعد صحابہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا یثرب ہجرت کر جانا۔
623ء	53	یثرب کا نام مدینہ ہونا۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا مدینہ کے تین یہودی قبائل کے ساتھ معاہدہ دستخط ہوا۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کی شادی۔
624ء	54	مسلمانوں کا بدر کے مقام پر قریش کو شکست دینا۔ بنوقینقاع کا مدینہ سے جلاوطن ہونا، تحویل قبلہ۔ بیت المقدس کی بجائے نمازوں میں کعبہ کی طرف رخ کرنا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی حضرت علیؓ سے شادی۔ دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ کا جنگ بدر کے چند روز بعد انتقال۔
625ء	55	قریش نے احد کے مقام پر مسلمانوں کو شکست دی۔ بنونضیر کی (غداری کے باعث مدینہ سے) جلاوطنی۔ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی شادی۔
626ء	56	محمد رسول اللہ ﷺ کی حضرت زینب بنت خزیمہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت جویریہؓ سے شادی۔
627ء	57	عرب قبائل کا مدینہ کا محاصرہ کرنا اور پسپا ہو کر واپس لوٹنا (غزوہ خندق)، بنوقریظہ کا مغلوب ہونا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی حضرت زینب بنت جحش سے شادی۔
628ء	58	حدیبیہ کے مقام پر محمد رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان صلح کا معاہدہ۔ مسلمانوں کا خیبر کے یہودیوں کو شکست دینا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی حضرت صفیہؓ۔ اسی طرح حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ماریہؓ سے شادی۔ حضرت ماریہ کے بطن سے ایک لڑکے (حضرت ابراہیم) کی پیدائش ہوئی لیکن وہ جلد ہی فوت ہو گئے۔
629ء	59	رسول اللہ ﷺ کا عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے جانا جس کے بعد مکہ کے مشہور جرنیل حضرت خالد بن ولید اسی طرح آپ کے چچا حضرت عباس ایمان لے آئے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے شادی کی۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرف تبلیغی خطوط روانہ کرنا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا۔ (جنگ موتہ)
630ء	60	قریش مکہ کا امن کے ساتھ ہتھیار ڈالنا (فتح مکہ)۔ ابوسفیان (جو کہ بت پرستوں کا آخری سربراہ تھا) کا اسلام قبول کر لینا۔ جنگ حنین میں عرب کے متحد قبائل کو (جن کی کمان مالک بن عوف کر رہا تھا) شکست دینا۔ طائف کا محاصرہ اور آنحضرت ﷺ کا ایک بہت بڑا لشکر لے کر قیصر روم کی فوجوں کو روکنے کے لئے تبوک تشریف لے جانا اور شام کی سرحد پر قبائل سے امن کے معاہدے کر کے مدینہ واپس آنا۔
631ء	61	اہل طائف کا ہتھیار ڈالنا۔ حضرت ابوبکرؓ کی سربراہی میں مسلمانوں کا پہلا باقاعدہ حج۔ سال بھر عرب وفود کا تحقیق اور اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ آنا۔
632ء	63	محمد رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں مسلمانوں کا حج اکبر اور خطبہ حجۃ الوداع۔ مدینہ واپسی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا وفات پانا اور حضرت ابوبکرؓ کا خلیفہ منتخب ہونا۔

(مرسلہ: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب)

لاؤڈ سپیکر کا استعمال

جناب سعداللہ جان برق لکھتے ہیں:۔

لوگ کہتے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر کو ایجاد تو کسی کافر نے کیا تھا لیکن اس سے زیادہ فائدہ مسلمانوں نے اٹھایا لیکن ایسے خوش فہموں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ اسلام کو سب سے زیادہ نقصان بھی اسی لاؤڈ سپیکر نے پہنچایا ہے۔ اس کا استعمال اب اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ کوئی اس کی بات پر کان ہی نہیں دھرتا اور کان دھرے بھی کیسے ایسا گھر کوئی مشکل سے ملے گا جس میں بیک وقت تین چار لاؤڈ سپیکروں کی آوازیں سنائی نہ دیتی ہوں۔ ایک سے اگر نعت چل رہی ہے تو دوسری سے تقریر گرج رہی ہے۔ دائیں سے تلاوت کلام پاک ہو رہی ہے تو بائیں سے چندے کی اپیل کی جا رہی ہے۔ انسان کے کان تو صرف دو ہیں زیادہ سے زیادہ اب یہ کرتا ہے کہ دونوں کانوں کے سوراخ ان لاؤڈ سپیکروں نے اتنے کھول دیے ہیں کہ ادھر سے جو کچھ آتا ہے وہ سالم کا سالم دوسری طرف نکل جاتا ہے۔ اور اب تو چندے کی مہربانی سے گلی گلی بیشمار ''مدارس'' بھی چل رہے ہیں اور چونکہ کسی ایک مدرسے کا دوسرے سے اتفاق کرنا اسلام کے خلاف ہے اسی لیے ہر لاؤڈ سپیکر کا اپنا اپنا اسلام ہے ایک جانب سے اگر زیارت قبور کی تلقین کی جا رہی ہے تو دوسری طرف سے زیارت قبور کو شرک کے مترادف قرار دیا جا رہا ہے۔ ایک مسجد سے ''قرآن کا ترجمہ'' کرتے ہوئے اسقاط کو ناجائز بتایا جا رہا ہے تو دوسرا لاؤڈ سپیکر بھی قرآن ہی کا ترجمہ کرتے ہوئے کفر قرار دیتا ہے اسی طرح اور بھی کئی چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ ہم کسی گاؤں میں رات کو ٹھہر گئے تھے وہاں دو لاؤڈ سپیکروں کے درمیان باقاعدہ پڑوسنوں کی سی لڑائی چل رہی تھی دونوں ایک دوسرے کو اسلام سے خارج قرار دے کر کوس رہے تھے۔ اب اس بچارے سیدھے سادھے مسلمان کا کیا ہوگا جو دونوں کی آوازیں سنتا ہے۔ مصیبت تو یہ ہے کہ مسجد کا لاؤڈ سپیکر اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ آپ کانوں میں روئی دے کر بھی نہیں بچ سکتے اور نہ ہی لحاف میں منہ لپیٹ کر بچ سکتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سارے لاؤڈ سپیکر صرف مسلمانوں ہی کو مسلمان بنانے میں لگے ہوئے ہیں سچ تو یہ ہے کہ آج ہر مسلمان کی صرف ایک ہی خواہش ہے وہ یہ کہ اسے لاؤڈ سپیکر سے بچایا جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد 9 مارچ 2003ء)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

غزوات النبیؐ میں خلق عظیم

تقریر جلسہ سالانہ 1981ء

فتح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان اخلاق کا ظہور

اس فتح مبین کا سہرا آنحضرت ﷺ کے سر تھا، آپؐ نے بار ہا گرتے ہوئے صحابہ کو سنبھالا اور لڑکھڑاتے جسموں کو سہارا دیا

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع)

قسط دوم آخر

آپؐ حق پر ہیں

اس قسم کے واقعات نے حضرت عمرؓ فاروق کے زخموں پر تو ایسی نمک پاشی کی کہ تڑپ اٹھے اور مزید صبر کا یارا نہ رہا۔ پس حضرت ابو بکرؓ صدیق کو ایک طرف لے جا کر ان سے پوچھا کہ بتائیں کیا ہم حق پر نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم حق پر ہیں۔ پھر پوچھا کہ بتائیں کیا محمد مصطفیٰؐ اللہ کے رسول نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں محمد رسول اللہ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔ تب حضرت عمرؓ نے بے قرار ہو کر کہا کہ بتائیں پھر ہم اس کے باوجود یہ ذلتیں کیوں برداشت کر رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے سمجھایا اور فرمایا ''یقیناً آپ خدا کے رسول ہیں اور آپ کا رب آپ کو ہرگز نہیں چھوڑے گا وہی آپ کا مددگار ہو گا پس آپ کی رکاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ خدا کی قسم آپ حق پر ہیں۔'' مگر عمرؓ بن خطاب کو قرار نصیب نہ ہوا اور اس امر سے باز نہ رہ سکے کہ اس قسم کی گفتگو خود آنحضرت ﷺ سے بھی کریں۔

ہر چند کہ وہ وقت آنحضور ﷺ پر بہت بھاری تھا اور صحابہؓ کے غم و حزن اور ان کی غیر متوقع طرز عمل سے آپ کو بہت دکھ پہنچا لیکن آپ نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا اور عفو اور درگذر سے کام لیا۔ حضرت عمرؓ کو کوئی سرزنش نہ فرمائی۔ تعجب کا اظہار تک نہ کیا کہ اے عمرؓ مجھ سے یہ تو کہہ رہا ہے!

آپ کے دل کی کیفیت آپ کے آسمانی رازداں کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا لیکن افسوس کے ساتھ تعجب تو فرماتے ہوں گے کہ وہ عمائدین جو دست و بازو تھے۔ نہیں نہیں! وہ غلام جو پاپوش اٹھانے کو بھی سعادت جانتے تھے آج غم و حزن اور احساس خفت نے ان کو اس حال تک پہنچا دیا کہ نہیں سوچتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

لیکن آنحضور ﷺ نے عمرؓ سے کوئی تعرض نہ فرمایا ہاں درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں صرف اتنا کہا کہ عمرؓ میں یقیناً اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور ہرگز اس کے منشاء کی خلاف ورزی نہیں کروں گا اور میں اس سے امید رکھتا ہوں کہ وہی میری حفاظت کرے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ درد و کرب کی وہ چیخ جو سوال بن کر حضرت عمرؓ کے دل سے نکلی دوسرے بہت سے سینوں میں بھی گھٹی ہوئی تھی۔ اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جن جذبات کو عمرؓ نے زبان دی تھی وہ صرف ایک عمرؓ ہی کے جذبات نہیں بلکہ اوروں کے بھی تھے اور سینکڑوں سینوں میں اسی قسم کے خیالات ہیجان بپا کئے ہوئے تھے لیکن حضرت عمرؓ نے جو ان کے اظہار کی جرأت کی یہ ایک ایسی چُوک ہو گئی کہ بعد ازاں عمر بھر حضرت عمرؓ اس سے پشیمان رہے۔ بہت روزے رکھے بہت عبادتیں کیں۔ بہت صدقات دیئے اور استغفار کرتے ہوئے سجدہ گاہوں کو تر کیا لیکن پشیمانی کی پیاس نہ بجھی۔ حدیبیہ کا اضطراب تو عارضی تھا جسے بہت جلد آسمان سے نازل ہونے والی رحمتوں نے طمانیت میں بدل دیا مگر وہ اضطراب جو اس بے صبری کے سوال نے عمرؓ کے دل میں پیدا کیا وہ ایک دائمی اضطراب بن گیا جس نے کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ہمیشہ حسرت سے یہی کہتے رہے کہ کاش میں نے آنحضورؐ سے وہ سوال نہ کیا ہوتا۔

بار ہا میں یہ سوچتا ہوں کہ بستر مرگ پر آخری سانسوں میں حضرت عمرؓ جب لالی ولا علی کا ورد کر رہے تھے کہ اے خدا میں تجھ سے اپنی نیکیوں کا بدلہ نہیں مانگتا تو میری خطائیں معاف کر دے تو سب خطاؤں سے بڑھ کر اس ایک خطا کا تصور آپ کو بے چین کئے ہوئے ہو گا جو میدان حدیبیہ میں آپ سے سرزد ہوئی۔

صلح نامہ کی تحریر کے دوران صحابہؓ کی بے چینی اور دل شکستگی کا عالم دیکھ کر آنحضورؐ کے دل کی کیفیت کا راز آپ کے آسمانی آقا اور بے حد محبت کرنے والے رفیق اعلیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا لیکن ان تین سادہ سے جملوں میں جو عمرؓ کے جواب میں آپؐ کی زبان مبارک سے نکلے۔ آپ نے غور کرنے والوں کیلئے بہت کچھ فرما دیا۔

آپؐ کا یہ فرمانا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور اس کی مرضی کے سوا کچھ نہ کروں گا آپؐ کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔ صحابہؓ کے سخت زخمی دل اور پُر ہیجان جذبات ایک طرف تھے جو آنحضورؐ ہی کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کیلئے مچل رہے تھے اور دوسری طرف مرضئ مولیٰ تھی جو حج بیت اللہ کے قصد کے بعد ہر قسم کے جنگ و جدال سے روکے ہوئے تھی۔ پس آپ نے اس امر کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی کہ دشمن آپ کی بظاہر ناکام واپسی پر کیا کیا پھبتیاں نہ کسے گا۔ آپ اس امر کو بھی خاطر میں نہ لائے کہ صحابہؓ کے دل پر کیا بیتے گی اور خفت سے اندر ہی اندر وہ کس طرح کٹ رہے ہوں گے۔ آپ اول و آخر اپنے مولیٰ کے بندے اور اسی کے رسول تھے اور خدا کی مرضی کے مقابل پر کل مخلوق کی مرضی بھی آپ کے سامنے کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ پھر آپ کا یہ فرمانا بھی کتنا معنی خیز اور کتنا لرزا دینے والا اعلان تھا کہ میں اپنے مولیٰ ہی سے حفاظت کی امید رکھتا ہوں۔ گویا سب پر برملا یہ واضح فرما دینا چاہتے تھے کہ ہر چند کہ تم لوگوں سے وفا کی امید ہے لیکن اے صحابہؓ کے گروہ میرا سہارا تم نہیں ہو بلکہ صرف اور صرف میرا خدا ہے۔ یہ اعلان تھا اس اٹل حقیقت کا کہ آپ نے جس خدا کا ساتھ اس شدید آزمائش کے وقت میں بھی نہیں چھوڑا وہ ہرگز آپ کا ساتھ کسی مشکل کے وقت بھی نہیں چھوڑے گا۔

قربانیاں دینے اور سر منڈانے کا ارشاد

معاہدہ صلح لکھا گیا اور کفار کا وفد فتح کا گمان لئے ہوئے اس حال میں کہ دل میں شہنائیاں بج رہی تھیں واپس لوٹ گیا اور صحابہؓ کا یہ عالم کہ ایک فرضی شکست کے احساس سے نڈھال غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے پڑے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں کیسی عظیم اور روشن اور کھلی کھلی فتح سے ہمکنار فرمایا ہے اس وقت آنحضور ﷺ نے بآواز بلند یہ اعلان فرمایا کہ اٹھو اور قربانیاں دو اور سر منڈواؤ اور بال ترشواؤ۔ یقین نہیں آتا مگر یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اس مقدس آواز کو سن کر ایک صحابیؓ نے بھی حرکت نہ کی اور کسی بدن میں جنبش نہ آئی۔ آنحضورؐ نے دوسری بار پھر اسی ارشاد کی تکرار فرمائی لیکن وہی پہلے کا سا سکوت طاری رہا پھر تیسری دفعہ آنحضور ﷺ نے بلند تر آواز میں وہی ارشاد دہرایا کہ اٹھو اور قربانیاں دو اور سر منڈواؤ اور بال ترشواؤ لیکن سرتاپا غم کی تصویر بنے ہوئے صحابہؓ میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔

اللہ ہی جانتا ہے کہ آنحضورؐ پر وہ گھڑی کیسی کڑی ہو گی۔ تاریخ ہمیں صرف یہ بتاتی ہے کہ آنحضور ﷺ خیمہ میں داخل ہوئے اور ام سلمہؓ سے مخاطب ہو کر بڑے درد کے ساتھ اس انہونی بات کا تذکرہ فرمایا۔ اس پر ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ غم نہ کریں صحابہؓ نافرمان نہیں ہیں بلکہ شدت غم سے مغلوب ہو چکے ہیں پس آپؐ باہر تشریف لے جائیں اور قربانی کریں پھر دیکھیں کہ صحابہؓ آپؐ کو دیکھ کر کس طرح پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ آنحضورؐ نے اس مشورہ کو قبول فرماتے ہوئے ایسا ہی کیا۔ آنحضورؐ کو تن تنہا قربانی کرتا ہوا دیکھ کر صحابہؓ پر ایک بجلی سی گری گویا تن مردہ میں جان پڑ گئی۔ وہ میدان خفتگان ایک میدان حشر میں تبدیل ہو گیا۔ جیسے صور پھونکا جا چکا ہو۔ ہر طرف بھگدڑ سی مچ گئی اور صحابہؓ بے محابا قربانیوں کی طرف دوڑے۔ وہ دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے اور اچانک اس پر سکون اور جامد و ساقط میدان میں ہر طرف ایک شور قیامت برپا ہو گیا۔ ذبح ہوتی ہوئی قربانیوں کے شور اور صحابہؓ کی تسبیح و تحمید نے فضا میں ایک غلغلہ سا مچا دیا۔ اس واقعہ کے بارہ میں صحابہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے سر اس تیزی اور جوش کے ساتھ مونڈنے لگے کہ احتمال تھا کہ کہیں گردنیں ہی نہ کاٹی جائیں۔ یہ سب کچھ ہوا اور خوب خوب تلافی مافات ہوئی لیکن بایں ہمہ آج تک وہ توقف اور تامل دلوں میں کھٹکتا ہے جو صحابہؓ نے آنحضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں دکھایا اور تین

مرتبہ کے بتکرار فرمان رسولؐ کے باوجود اس پر عملدرآمد سے کیسے قاصر رہے۔

چودہ سو برس ہونے کو آئے لیکن آج بھی جب انسان اس واقعہ کو پڑھتا ہے تو عقل گنگ ہو جاتی ہے اور سوچ کی طاقتیں ماؤف ہونے لگتی ہیں کہ چند ثانیوں کیلئے ہی سہی لیکن یہ ممکن کیسے ہوا کہ اطاعت کے پتلے وہ جان نثار صحابہؓ جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے خفیف اشاروں پر تن من دھن کی بازی لگا دیتے تھے اور مال و زر لٹا دیتے تھے۔ اس جان و دل سے پیارے آقا کی آواز سن کر بھی ان سنی کیسے کر رہے تھے۔ وہ لوگ تو آسمان اسلام کے روشن ستارے تھے جن کی روشنی ایک عالم کیلئے ہدایت کا موجب بننے والی تھی ان میں ولی بھی تھے اور ولیوں کے سرتاج علیؓ بھی۔ ابوبکرؓ و عثمانؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ ان میں صالح بھی تھے اور شہید بھی اور صدیق بھی۔ انعام یافتہ بندگان خدا کا وہ ایک برگزیدہ گروہ تھا جن کا مثل دنیا نے کبھی نہیں دیکھا تھا پھر ان سب سے یہ کیا ظاہر ہوا کہ آج تک عقل حیران اور فکر سرگرداں ہے۔ دل پریشان ہو جاتا ہے اس نظارے سے۔ تاریخ اسلام کے یہ چند لمحات توقف ایک عقدہ لاینحل کی طرح سوچ و بچار کی قوتوں کو مفلوج کئے دیتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے محمد مصطفیٰ ﷺ کے وقت کے سوا اس میدان میں ہر دوسرا وقت ٹھہر گیا تھا اور آنحضورؐ کے دل کی دھڑکن کے سوا ہر دوسرے دل کی دھڑکن رک چکی تھی۔

مؤرخین اور اصحاب سیر نے آنحضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں صحابہؓ کے توقف اور تامل کے جواز میں بہت کچھ لکھا ہے۔ محدثین نے بھی توجیہات پیش کی ہیں لیکن بات دراصل یہی ہے کہ وہ منزل ہی بہت کڑی تھی اور وہ امتحان ان کی حد استعداد سے باہر تھا۔ یہ وہ کٹھن مہم تھی جو محمد مصطفیٰؐ کے سوا اور کوئی سر کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ یہ وہ حد فاصل تھی جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر دوسری مخلوق سے جدا کرتی تھی۔ آپؐ نے قدم اٹھایا تو قدم اٹھے۔ آپؐ آگے بڑھے تو آگے بڑھنے کے حوصلے پیدا ہوئے۔ صالحین اور شہداء اور صدیقوں کا ہی کیا ذکر اگر وہ محفل نبیوں سے بھی سجی ہوتی تو بخدا محمد مصطفیٰؐ ان سب میں منفرد اور ممتاز اور ارفع اور بالاتر رہتے اور اطاعت خداوندی کے اس امتحان میں آپ کا تخت سب سے اونچا بچھایا جاتا۔

جہاد فی سبیل اللہ کا یہ ایک خاص اور منفرد مقام تھا دیکھو راہ قتال میں بھی احد کے وہ چند دردناک لمحات آئے تھے جب قرآن کریم کے بیان کے مطابق دشمن کی یلغار نے مسلمانوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے تھے اور وہ اس حال میں دوڑے چلے جاتے تھے کہ پیچھے رسول خدا تنہا میدان جہاد میں کھڑے انہیں اپنی طرف بلا رہے تھے۔ پھر یہ اسوہ نبی ہی تو تھا جس نے دوڑتے ہوؤں کو روکا اور گرتوں کو تھام لیا۔

حدیبیہ کا واقعہ راہ سلوک میں ایسا ہی ایک وقت تھا۔ پس تعجب کا کیا مقام اور وجہ جواز کی کیا ضرورت ہے۔ ایک دفعہ نہیں بارہا آپ کی زندگی میں ایسے تاریخ ساز لمحات آئے کہ تنہا آپ نے کھوئی ہوئی بازیوں کو جیتا اور دشمن کی جیتی ہوئی بساط کو اس پر الٹ دیا۔ بارہا آپ نے مہیب خطرات کے رخ پلٹے اور تنگ اور تاریک راہوں کو کشادہ اور روشن کیا اور خود آگے قدم بڑھایا تب آپ کے غلاموں کو یہ توفیق نصیب ہوئی کہ آپ کے نقوش پا کو چومتے ہوئے آگے بڑھیں۔

پس یہ تھا ہمارا آقا محمد مصطفیٰؐ منفرد اور تنہا، ممتاز اور اکیلا میدان وغا کی ہر بازی جیتنے والا وہ محبوب سبحانی جو میدان وفا میں بھی ہر دوسرے پر سبقت لے گیا۔

انعام حدیبیہ

میدان حدیبیہ میں آپ کی تقلید میں جو ظاہری قربانیاں دی گئیں وہ تو محض علامتیں تھیں اصل قربانیاں تو عزت نفس اور جذبات کی وہ قربانیاں تھیں جن کی گردن پر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر آنحضور ﷺ نے مضبوط اور نہ لرزنے والے ہاتھوں کے ساتھ چھری پھیری اور انہیں تڑپنے کی بھی اجازت نہ دی۔

یہی وہ قربانیاں تھیں جو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئیں اور اس شان سے مقبول ہوئیں کہ اس کی کوئی مثال انسانی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔

حدیبیہ سے واپسی پر سورۃ فتح کے نزول نے آنحضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ پر فضل و اکرام کا ایک نیا باب کھولا۔ مقام محمد مصطفیٰؐ کو ایک نئی شان اور نئی آن بان کے ساتھ ظاہر کیا اور حدیبیہ کی صلح کو فتح مبین قرار دے کر یہ راز مسلمانوں پر کھولا کہ یہ کوئی گراوٹ کی صلح نہ تھی بلکہ ایک کھلی کھلی فتح تھی جس کے بطن سے آئندہ عظیم الشان فتوحات نے جنم لینا تھا۔ اس سورۃ نے مسلمانوں کو یہ نوید سنائی کہ درخت کے نیچے حدیبیہ کے مقام پر جو فدائیت اور وفا کی بیعت انہوں نے محمد مصطفیٰ کے ہاتھ پر کی تھی وہ رب العزت کی نظر میں مقبول ہوئی۔ خدا ان سے راضی ہوا اور مستقبل قریب میں انہیں فتح کی بشارت دیتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اثابھم فتحا قریبا کے الفاظ میں جس فتح کا ذکر ہے وہ فتح مکہ ہے جو مسلمانوں کو سب فتوحات سے زیادہ مرغوب تھی۔ چنانچہ اس موقع پر جمع کا صیغہ استعمال فرما کر سب صحابہؓ کو اس میں شریک کیا لیکن وہ دوسری فتح جس کا سورۃ فتح کی پہلی آیت میں ذکر کیا گیا ہے اور فتح مبین قرار دیا گیا اور اس کی بشارت دیتے ہوئے صرف رسول کریم ﷺ کو مخاطب فرمایا گیا ہے۔ انا فتحنا لك۔۔۔ یہ فتح کیا تھی یہ کھلی کھلی اور روشن روشن فتح جو خاص ذات مصطفیٰ ﷺ سے منسوب کی گئی اور جس میں آپؐ کے ساتھ اور کوئی شریک نہ تھا مگر آپؐ کے وسیلہ سے یہ فتح آپؐ کی عظمت کردار، آپؐ کے خلق عظیم، آپؐ کی روحانی قوتوں کی فتح تھی۔ یہ فتح مرضئ خدا کی خاطر ترک رضائے خویش کی فتح تھی۔ اور یہ فتح حصول مقصد کی فتح تھی اور فتح مکہ بھی اس میں شامل اور اس کے ذیل میں آتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا روشن فتح ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے مقاصد میں بتمام و کمال کامیاب ہو جائے۔ حدیبیہ کے واقعات کا بغور مطالعہ کریں تو لازماً انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس موقع پر آپ کے سارے مقاصد بدرجہ کمال پورے ہو گئے۔

آپ دشمن کی خونریزی سے بچنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو معجزانہ طور پر پورا فرمایا اور دشمن کے ہاتھ روک دیئے۔ متعدد بار ایسے حالات پیدا ہوئے کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھنے کو تیار تھے مگر اللہ کی رحمت نے ہر بار اس کو ٹھنڈا کر دیا۔ آپؐ صحابہؓ کو لڑائی سے باز رکھنا چاہتے تھے اور اس مقصد میں بھی خدا تعالیٰ نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔ بارہا قریش کی طرف سے ایسی اشتعال انگیزی کی گئی کہ صحابہؓ کٹ مرنے پر تیار ہو گئے اور ایسا جوش اور ولولہ دکھایا کہ دنیا کے کسی دوسرے رہنما کیلئے اسے قابو میں رکھنا ممکن نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو ان کے مشتعل جذبات پر کامل غلبہ عطا کیا اور آنحضورؐ کے منشاء کے خلاف انہیں انگلی تک ہلانے کی توفیق نہ ملی۔ آنحضورؐ قریش مکہ سے صلح اور امن کے خواہاں تھے تاکہ جنوب کی طرف سے مطمئن ہو کر شمال میں اٹھنے والے خطرات کے ساتھ یکسوئی سے نپٹ سکیں اور تا قریش امن کے ماحول میں ٹھنڈے دل کے ساتھ اسلام کے پیغام پر غور کر سکیں پس آپ کو اس مقصد میں بھی مکمل کامیابی ہوئی اور خود قریش ہی صلح کی پیشکش پر آمادہ ہو گئے۔ آپ کو یقین تھا کہ آپ کا رویا ظاہری رنگ میں پورا ہو گا خواہ جلد ہو یا بدیر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ ہی کے ہاتھوں یہ پیشکش بھی کروا دی کہ آئندہ سال آپ بے شک آئیں اور تین دن قیام کر کے مناسک عمرہ ادا کریں ہماری طرف سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے گا اور کوئی امن شکنی نہ ہو گی۔ پس اسی معاہدہ نامہ صلح میں رویا کے ظاہری شکل میں پورا ہونے کے آثار بھی رکھ دیئے۔

واقعہ ابوجندل

معاہدہ صلح میں چند ایسی دلآزار باتیں جو قریش کے تفاخر کا باعث اور صحابہؓ کی عزت نفس کو کچلنے کا موجب بنی ہوئی تھیں جب جذبات کی ہنگامہ آرائی کے بعد نسبتاً پرسکون ماحول میں صحابہؓ نے ان کو دیکھا تو اپنی جلد بازی پر نادم اور پشیمان ہوئے اور جان لیا کہ ہر معاملہ میں آنحضور ﷺ کا ہی فیصلہ درست اور مناسب اور برمحل تھا۔ مثلاً آپ کا بلاتردد سہیل بن عمرو کی یہ بات تسلیم فرما لینا کہ معاہدہ میں محمد رسول اللہ نہیں بلکہ محمد بن عبداللہ لکھا جائے نعوذ باللہ آپؐ کی رسالت کی ہتک یا صداقت میں اشتباہ پیدا کرنے والی بات سمجھی گئی حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ یہ تو آپؐ کی صداقت ہی کی ایک بیّن دلیل تھی۔ یہ مقام رسالت کو گرانے والی بات نہ تھی بلکہ آپؐ کی رسالت کے عز و شرف کو اور بھی بڑھانے والا ایک ایسا واقعہ تھا جسے غیروں کی آنکھ بھی ہمیشہ احترام سے دیکھتی رہے گی۔ یہ آپ کے جذبۂ حق و انصاف کی فتح تھی اور لااکراہ فی الدین کے لازوال اصول پر عمل پیرا ہونے کی ایک درخشندہ مثال تھی۔

یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جو ہمیشہ بین الاقوامی معاہدات اور بین المذاہب مصالحتوں کیلئے مشعل راہ کا کام دیتا رہے گا۔ آپؐ نے اس دن قیامت تک آنے والی نسلوں کو یہ سبق دیا کہ اگر صلح و امن کا قیام چاہتے ہو تو ایک دوسرے کے ساتھ معاملات طے کرتے ہوئے غلط بات کہے بغیر کم سے کم قدر مشترک پر رضامند ہونا سیکھ جاؤ۔ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم کی ایک نئی تفسیر اس روز آپؐ نے ہمیں سکھائی۔

صحابہؓ کی نظر میں معاہدہ کی یہ شرط بھی انتہائی ذلت آمیز تھی کہ جب قریش میں سے کوئی مسلمان ہو کر رسول اللہ کی پناہ میں آ جائے تو اس کے خاندان کی طرف سے مطالبہ ہونے پر آنحضورؐ اس بات کے پابند ہوں گے کہ اسے واپس کر دیں لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئی مرتد ہو کر اہل مکہ کی پناہ میں چلا جائے تو مطالبہ کے باوجود اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ اس شرط کے تسلیم کئے جانے پر صحابہؓ مرغ بسمل کی طرح تڑپ اٹھے تھے اور ان کے تازہ زخموں پر نمک پاشی کا بھی عجیب رنگ میں سامان پیدا ہوا۔ عین اس وقت جب یہ شرط ابھی زبانی طور پر طے پا رہی تھی اور دم تحریر میں نہ آئی تھی۔ نہ ہی معاہدہ پر فریقین کے آخری دستخط ہوئے تھے یہ عجیب واقعہ گزرا کہ حاضرین مجلس نے مکہ کی جانب سے زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے پریشان حال ایک قیدی کو گرتے پڑتے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ وہ سخت مفلوک الحال تھا۔ اس کے بدن کا انگ انگ راستے کی صعوبت اور زنجیروں کے بوجھ اور کٹاؤ سے دکھ رہا تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کب سے بھوکا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کتنے عرصہ سے قید تھا اور قید کے دوران اس پر کیا کیا مظالم توڑے گئے وہ سلاسل میں جکڑا ہوا ایک دیوانہ سا تھا جو بڑے کرب اور اضمحلال کے ساتھ چھوٹے چھوٹے صبر آزما قدم اٹھاتا ہوا قریب تر آ رہا تھا۔ جب اس کا سراپا روشن اور واضح ہوا تو تعجب سے

سب نے دیکھا کہ وہ تو سفیر مکہ سہیل بن عمرو ہی کا اپنا بیٹا تھا جسے خدا جانے کب سے محض اس جرم کی سزا میں عذاب دیا جارہا تھا کہ وہ اس حقیقت پر ایمان لے آیا کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہیں۔

اس نے آتے ہی اپنا معاملہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا اور بڑے دکھ کے ساتھ اپنی درد بھری کہانی بیان کرکے آنحضورؐ سے امان چاہی لیکن پیشتر اس کے کہ آنحضورؐ اس کو امان دیتے اس کا باپ بیچ میں حائل ہوگیا اور بڑی سختی سے اس بات پر اصرار کیا کہ معاہدہ کی شرائط کے مطابق آپ کو بہرحال اسے واپس لوٹانا ہوگا۔ محدثین اور مؤرخین کے بیان کے مطابق صحابہؓ کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ اس نوجوان کے حال زار پر نظر ڈال کر بے حال ہوئے جاتے تھے۔ کفار مکہ کی شقاوت کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ ان کے تن بدن میں ایک آگ سی لگ گئی اور نگاہیں آتش برسانے لگیں۔ کسی مظلوم کی ہمدردی میں کم ہی کوئی قوم اتنی برافروختہ ہوئی ہوگی جیسے اس وقت صحابہؓ برافروختہ تھے۔ اس وقت وہ ایک ایسے آتش فشاں کی طرح تھے جو ہر لحہ پھٹ پڑنے کیلئے تیار ہو اور اس کے سینہ سے گہری گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیتی ہوں۔ لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ کا قوی ہاتھ اس آتش فشاں کے دہانے پر اس کے ہر جذبۂ بے تاب کو دبائے ہوئے تھا۔ دبے ہوئے غم وغصہ کی وجہ سے جو اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ صحابہؓ کے بدنوں پر ایک زلزلہ سا طاری تھا۔ ان کا بس چلتا اور اختیار ہوتا تو معاہدہ کی نامکمل تحریر کو چاک کرکے بھی ابو جندل کو بچا لیتے۔ وہ صاحب امر ہوتے تو اہل مکہ کے ساتھ جنگ کرکے بھی ابو جندل کو بچا لیتے۔ ان کی کچھ پیش جاتی تو اپنی جانیں دے کر بھی اس ایک مظلوم جان کو روک لیتے لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ کے رعب وجلال اور روحانی دبدبہ کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ جاتی تھی۔ آیئے اب دیکھیں کہ اس وقت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کیا حالت تھی؟

تخلیق آدم کا وہ شاہکار ایک کوہ وقار بنا بیٹھا تھا۔ غم اور غصے سے مغلوب ہوکر اس کا بدن نہیں کانپا۔ اس کے ہونٹ نہیں کپکپائے۔ دیکھنے والوں نے اس کے جسم پر کوئی لرزہ طاری ہوتے ہوئے نہ دیکھا۔

کون کہہ سکتا ہے کہ وہ دل زخمی نہ تھا۔ کون گمان کرسکتا ہے کہ آپ کا سینہ اس مظلوم کی حالت زار پر ہمدردی اور رحمت کے جذبات سے امڈ نہ آیا تھا۔ کون تصور بھی کرسکتا ہے کہ اس دل کا حال جو سارے جہانوں کیلئے رحمت تھا۔ جو رؤف تھا رحیم تھا۔ جو اپنے غلاموں کے ساتھ ہر دوسرے سے بڑھ کر پیار کرنے والا تھا۔ ویسی شفقت تو کسی نے کبھی مادر مہربان سے بھی نہ دیکھی تھی جو اس سے دیکھی۔ لیکن آپ کے جذبات ہمیشہ اعلیٰ اصولوں کے تابع رہے اور انہیں مرضئی خدا سے سرمو انحراف کی تعلیم نہ تھی۔ پس موجزن جذبات اور اعلیٰ اصولوں کی اس کشمکش میں اصولوں کی فتح ہوئی اور اپنے جذبات کو ایک آہنی عزم کے ساتھ آپ نے زیرنگیں رکھا۔

آپ نے بڑے تحمل اور بردباری کے ساتھ حالات کا جائزہ لیا اور سہیل بن عمرو سے فرمایا کہ ابھی تو معاہدہ کی تحریر پر دستخط نہیں ہوئے اس لئے اپنے بیٹے کو ساتھ لیجانے پر اصرار نہ کرو۔ اس نے کہا ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ دستخط ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں یہ شرط ہمارے درمیان تقریباً طے شدہ تھی اس لئے اے محمد! معاہدہ کی پابندی کا یہ آپ کا پہلا امتحان ہے۔

دیکھو اس کے منہ سے یہ کیسی احمقانہ بات نکلی وہ جو تعلیم اخلاق کی الف ب نہ جانتا تھا استاد کامل کا امتحان لینے کی باتیں کررہا تھا لیکن آنحضورؐ نے اس کی جہالت کو نظرانداز فرماتے ہوئے بڑی نرمی کے ساتھ اسے فرمایا سہیل جانے بھی دو۔ چھوڑو ان باتوں کو۔ دیکھو اور نہیں تو میری خاطر ہی اتنی سی بات مان جاؤ کہ اپنے بیٹے کو میری امان میں آنے دو لیکن افسوس کہ آنحضور ﷺ کے دل جیتنے والے انداز طلب نے بھی اس کے سینے کے پتھر پر اثر نہ کیا۔ کاش وہ ایسا کرتا تو اس کے دنیا و آخرت سنور جاتے۔ یہ لحہ تاریخ کے ان معدودے چند لمحات میں سے ایک تھا کہ جب آنحضورؐ نے کسی سے اپنی ذات کا واسطہ دے کر کسی کے لئے رحم کی اپیل کی ہو۔ لیکن اس نے نہ سمجھنا تھا نہ سمجھا۔ پس آنحضورؐ نے مزید اصرار نہ فرمایا اور اس کے مؤقف کو تسلیم کرکے اپنے عمل سے یہ ثابت کردیا کہ اہل ایمان کے معاہدات کسی تحریر یا دستخط کے پابند نہیں ہوا کرتے بلکہ مومن کے منہ سے جو بات بھی نکل جاتی ہے وہی پتھر کی لکیر اور لازوال اور انمٹ تحریر بن جاتی ہے۔ آنحضورؐ کیلئے جذبات کی ہر قربانی ممکن تھی لیکن یہ ممکن نہ تھا بخدا یہ ممکن نہ تھا کہ معاہدہ شکنی کرتے ہوئے اپنے رحم وشفقت کے جذبات کی تسکین کرتے۔

جب یہ بات کھل گئی کہ ابو جندلؓ کو بہرحال اپنے شقی القلب باپ کی حراست میں جانا ہوگا تو اپنے بھیانک مستقبل کے خیال سے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے اور ایک ایسی حرکت اس سے سرزد ہوئی کہ عام حالات میں وہ کبھی ایسی حرکت نہ کرسکتا تھا۔ اس نے یہ سمجھا کہ آنحضورؐ تو مجھے پناہ نہیں دیتے ہاں صحابہؓ کا یہ جھرمٹ جن کی آنکھیں میرے لئے اشکبار اور خون آلود ہیں شاید یہی مجھے پناہ دے دیں۔ پس اس نے آخری اپیل آنحضور سے نہیں بلکہ صحابہؓ سے کی اور بڑی گریہ وزاری کے ساتھ ان کی منت کرنے لگا کہ دیکھو! اپنے مظلوم اور لاچار اور ستم رسیدہ بھائی کو بھیڑیوں کے منہ میں واپس نہ بھیجو۔

یہ ابو جندل کی کم فہمی تھی۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ صحابہؓ اپنے امام سے آگے بڑھ کر کسی کو بچانے کی کوشش کرتے ان کو تو تعلیم ہی پیچھے چلنے کی تھی۔ ان کی تو زندگی کا انحصار اس بات پر تھا کہ قدم قدم محمد مصطفیٰؐ کے پیچھے پیچھے چلیں۔ پس کوئی ٹس سے مس نہ ہوا۔ کہیں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ ہاں حضرت علیؓ کا قلم بوجھل دل کے ساتھ پھر حرکت میں آیا اور معاہدہ کی رکی رکی تحریر پھر سے چل پڑی۔ تب آنحضورؐ نے ابو جندل کو مخاطب کرکے فرمایا جاؤ اور اللہ پر توکل رکھو وہ تمہارے لئے کوئی نجات کی صورت نکالے گا۔

ابو جندل چلے گئے لیکن ایک دل میں کھٹکنے والی بات پیچھے چھوڑ گئے۔ اس بات کو پڑھ کر آج بھی تعجب ہوتا ہے کہ آخر انہیں کیا سوجھی کہ آنحضورؐ کو چھوڑ کر براہ راست صحابہؓ سے اپیل کرنے لگے۔ لیکن نہیں اس حالت میں یقیناً وہ بے بس اور بے اختیار تھے شاید مصائب کی شدت نے انہیں مختل کردیا تھا اور وہ بے سوچے سمجھے اس طرح ہاتھ پاؤں مار رہے تھے جیسے ڈوبتا ہو اتنکوں کا سہارا ڈھونڈتا ہے اگر سوچ کی ادنیٰ سی قوت بھی ان میں ہوتی تو وہ یقیناً جان لیتے کہ محمد ﷺ سے بڑھ کر صحابہؓ نے بھلا ان پر کیا رحم کرنا تھا رحم کی تعلیم تو دبستان محمدؐ ہی سے انہوں نے پائی تھی۔ نرمی اور شفقت اور رافت کے سبق تو خود آنحضورؐ نے ہی انہیں پڑھائے تھے جب تک محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعجاز نے انہیں دل نہ عطا کئے ان کے سینوں میں بھی تو ویسے ہی پتھر دفن تھے جیسے اس کے باپ سہیل کے سینہ میں تھا۔ وہ بھول گیا کہ آج ان پتھروں سے جو رحمت کے چشمے پھوٹتے ہوئے اس نے دیکھے وہ آنحضورؐ کی لمس کا ہی تو کرشمہ تھا۔ اسے یاد نہ رہا کہ یہ ہمدردی کے پتلے جنہیں آج وہ اصحاب محمدؐ کی صورت میں دیکھ رہا ہے کل تک وہی صحرائے عرب کے وحشی ہی تو تھے جو اپنی ہی معصوم بچیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک قطرہ تک نہ گرتا تھا۔

ابو جندل کی اس نادانی پر کوئی شکوہ نہیں کیونکہ وہ اس وقت اپنے ہوش وحواس میں نہ تھے ہاں وہ ابو جندل اپنے ہوش وحواس میں نہ تھے جو ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے گرتے پڑتے واپس مکہ کی طرف جارہے تھے۔

پس معاہدہ کی یہ شرط کہ قریش میں سے جو بھی مسلمان ہوکر محمد مصطفیٰ کی پناہ میں آنا چاہے گا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا صحابہؓ کے دل پر سب سے زیادہ شاق گزری اور اسے حد سے زیادہ کمزوری اور ذلت کا نشان سمجھا گیا لیکن بہت جلد آنے والے دنوں نے یہ ثابت کردیا کہ یہ شرط صحابہؓ کی کمزوری اور ذلت کا نہیں بلکہ قریش مکہ کی کمزوری اور ذلت کا نشان بننے والی تھی۔ صلح حدیبیہ کو زیادہ دیر نہ گزری کہ مکہ کے ایسے مظلوم مسلمان جنہیں مدینہ میں پناہ نہ مل سکتی تھی ابوبصیر کی سرکردگی میں جمع ہونے لگے۔ ابو جندلؓ بھی انہی نوجوانوں میں سے ایک تھا جس کیلئے محمد مصطفیٰؐ کی دعا سے خدا تعالیٰ نے یہ سبیل نکالی تھی۔ یہ مقام اس شاہراہ عرب پر واقع ہے جو مکہ سے گزر کر شام کی طرف جاتی ہے اور دونوں کے درمیان تجارتی گزرگاہ ہے۔ پس وہ نوجوان جو اسلام قبول کرلیتے وہ بھاگ کر اس مقام پر جمع ہو جاتے اور قریش سے ان کے مظالم کا بدلہ اس طرح لیتے کہ جب موقع پاتے ان کے تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتے۔ نومسلم مہاجرین کا یہ گروہ قریش مکہ کیلئے ایک مصیبت بن گیا کہ ان کے دل کا چین اٹھ گیا اور راستے کا امن برباد ہوگیا۔ مسلمانوں کیلئے تو حدیبیہ کی صلح حقیقتاً امن کا پیغام لائی لیکن قریش مکہ کیلئے بدامنی اور بے چینی کا ایک در کھول دیا جو دن بدن اور کشادہ ہوتا جارہا تھا۔ پس وہی شرط جسے صحابہؓ اپنی ذلت کا نشان سمجھے بیٹھے تھے دیکھتے دیکھتے کفار کی ذلت کا نشان بن گئی اور حد درجہ ذلیل ہوکر اور گر گر کر خود انہی کو آنحضورؐ سے یہ درخواست کرنی پڑی کہ خدا کیلئے معاہدہ کی اس شرط کو منسوخ سمجھیں اور اپنے نومسلموں کو اپنے پاس بلالیں۔ پس اس پہلو سے بھی صلح حدیبیہ آنحضورؐ کیلئے محض ایک صلح نہیں بلکہ فتح مبین ثابت ہوئی۔

آخری بات

واقعات حدیبیہ کا بغور جائزہ لیں تو آخری بات یہی نتھر کر سامنے آتی ہے کہ اگرچہ حدیبیہ کی جنگ تیروں اور تلواروں اور نیزوں اور برچھیوں سے نہیں لڑی گئی اور انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اس میں نہیں بہایا گیا تاہم یہ ایک جنگ تھی جو بڑی شدت اور زور کے ساتھ انسانوں کے سینوں میں لڑی گئی۔ یہ جنگ نفس اور ضبط نفس کی جنگ تھی۔ یہ جنگ رضائے خویش اور مرضئی خدا کی جنگ تھی۔ اقتلوا انفسکم کا حکم جاری تھا۔ ہر طرف آرزوؤں کے سر کاٹے جارہے تھے اور امنگوں کے سینے پھاڑے جارہے تھے۔ بلاشبہ نفس انسانی کا اس موقع پر ایسا قتال ہوا کہ ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ لیکن خدا کی قسم! اس فتح مبین کا سہرا تمام تر محمد مصطفیٰؐ کے سر تھا۔ یہ آپؐ ہی تھے جنہوں نے بار ہا گرتے ہوئے صحابہؓ کو سنبھالا اور لڑکھڑاتے ہوئے جسموں کو سہارا دیا۔ یہ آپؐ ہی تھے جنہوں نے ان کے اکھڑتے ہوئے قدموں کو ثبات بخشا اور گرتی ہوئی ہمتوں کو ابھارا۔ ہاں یہ آپؐ ہی تھے۔ آپؐ نے دلوں کو ڈھارس دی تو دل سنبھلے۔ آپؐ نے حوصلہ دلایا تو حوصلے پیدا ہوئے۔ آپؐ نے ان کی روحوں کو ہلاکت سے بچایا اور ان کے ایمانوں کو نئی زندگی بخشی۔ وہ غلام جنہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ اے اللہ کے رسولؐ ہم تیرے آگے بھی لڑیں گے تیرے پیچھے بھی لڑیں گے۔ تیرے دائیں بھی لڑیں گے اور تیرے بائیں بھی لڑیں گے۔ یہ کیسا دن طلوع ہوا کہ آج خدا کا وہی برگزیدہ رسول ان کے آگے بھی لڑ رہا تھا اور ان کے پیچھے بھی لڑ رہا تھا۔ ان کے دائیں بھی لڑ رہا تھا اور ان کے بائیں بھی لڑ رہا تھا اور شیطانی وساوس اور تاریک گمانوں کے چوطرفہ حملہ سے ان کی حفاظت فرما رہا تھا۔

بلاشبہ یہ آنحضورؐ کی رفعت شان اور عظمت کردار کا ایک عظیم معجزہ تھا کہ ایک غیر متزلزل عزم

اور آہنی ارادہ کے ساتھ ان کے نفوس کی باگیں تھامے ہوئے تھے۔

میدان اخلاق کا یہ بے مثل شہسوار اس روز ایک نئی شان اور نئی آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔

پس تعجب نہیں کہ رب المجد والعلیٰ نے آپؐ کو عظیم الشان خلعتوں سے نوازا۔ اکرام پر اکرام کیا اور انعام پر انعام فرمایا اور پیار کا ایسا اظہار کیا کہ کسی آقا نے کسی پیارے غلام سے کیا ہوگا۔ وہ آپؐ سے ایسا راضی ہوا کہ آپؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور آپؐ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا۔

پھر سب سے اول فتح مبین کی خوشخبری کیلئے آپؐ ہی کو چنا اور اس خطاب میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا۔ انا فتحنالك فتحامبينا یعنی اے ہمارے بندے ہم نے یہ فتح مبین تجھے عطا کی ہے پس دوسرے سب جشن منانے والے تیرے ہی واسطہ اور تیرے ہی وسیلہ سے اس میں شریک ہوں گے۔

پھر یہ خوشخبری بھی سنائی کہ وہ حج جو دنیا کی نظر نے تجھے کرتے ہوئے نہیں دیکھا خدا کی نظر نے دیکھا اور اسے قبول کیا اور اس شان سے قبول کیا کہ کبھی کوئی حج ایسا قبول نہیں ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ قبولیت حج کے نشان کے طور پر دوسرے سب حجاج کے تو پچھلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں لیکن خدا نے آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

یعنی اے ہمارے بندے ہم نے تیری پچھلی لغزشیں بھی معاف فرمادیں اور اگلی لغزشیں بھی معاف فرمادیں۔ پس رب العزت کی نگاہ میں تیرا ماضی بھی پاک اور بے داغ ٹھہرا اور تیرا مستقبل بھی پاک اور بے داغ ٹھہرا۔ قیامت تک ظاہر بین آنکھوں کے لئے اس میں یہ سبق ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر نہ کئے ہوئے حج بھی کئے ہوئے ہر دوسرے حج پر سبقت لے جاتے ہیں۔ چشم بصیرت سے ذرا دیکھو تو سہی کہ آغاز بیت اللہ سے لے کر اس دنیا کے انجام تک کروڑوں اربوں انسانوں نے حج کیا اور حج کرتے رہیں گے۔ حجاج کے بڑے بڑے قافلے طواف کرتے ہوئے اللہ کے گھر کے گرد گھومے اور گھومتے رہیں گے لیکن خدا کی قسم! کسی حج کرنے والے کا حج ایسا قبول نہیں ہوا نہ ہوگا جیسا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حج جو بظاہر آپؐ نہ کر سکے۔

یہ وہ حج تھا جو مکہ میں نہیں بلکہ حدیبیہ کے میدان میں کیا گیا۔ یہ حج وہ تھا جس کے دوران بیت اللہ مکہ میں نہیں بلکہ حدیبیہ کی وادی میں دکھائی دیا۔ یہ وہ دن تھا جب رب کعبہ اپنی تمام شان اور تمام رعنائیوں کے ساتھ اس مقام پر جلوہ نما ہوا جہاں محمدؐ اور اصحاب محمدؐ خیمہ زن تھے۔ ہاں یہ وہی دن تھا جب عرش خداوندی اس زمین پر اتر آیا جو آسمانوں سے بلند تر اور روشن تر تھی۔ جہاں قلب مصطفویؐ نور ازل کی تخت گاہ بنا ہوا تھا۔ جہاں روح محمدؐ عشق کا یہ سرمدی نغمہ الاپتے ہوئے طواف کر رہی تھی۔

لبيك اللهم لبيك لاشريك لك۔۔۔

مکرم حافظ انعام الحق صاحب

کمپیوٹر کی خریداری

اچھا کمپیوٹر کیسے خریدیں؟

اچھا کمپیوٹر خریدنا ہر خریدار کی دلی خواہش ہوتی ہے لیکن عموماً معلومات کم ہونے کی وجہ سے یا تو کمپیوٹر مہنگا خرید لیا جاتا ہے یا پھر کم پیسوں میں عام کمپیوٹر خرید لیا جاتا ہے جو بعد میں پریشانی کا باعث بنتا ہے لہٰذا کمپیوٹر کو خریدنے سے پہلے مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

پروسیسر Processor

کمپیوٹر کی خریداری میں سب سے پہلے اہم چیز پروسیسر کا انتخاب ہے۔ اس کی خریداری کے وقت حسب ذیل نکات مدنظر رکھنے چاہئیں۔

الف: **رفتار Speed**: پروسیسر کی رفتار کیا ہوتی ہے؟ اگر آپ عمومی نوعیت کے کاموں کے لئے کمپیوٹر لینا چاہتے ہیں تو 1.2Ghz سے 2.0Ghz تک سپیڈ والا پروسیسر خریدا جائے۔ اگر آپ کو کمپیوٹر پر زیادہ طاقت کا متقاضی کام کرنا ہو تو 2.8Ghz سے 3.2Ghz تک کی سپیڈ والا پروسیسر خریدنا چاہئے۔ یاد رہے کہ ایسا پروسیسر نہ خریدیئے جو Outdated ہو چکا ہو۔

ب: **کیشے (Cache) میموری**: جتنی زیادہ کیشے میموری ہوگی کمپیوٹر کی کارکردگی بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ ویسے آج کل کے پروسیسروں میں 512MB کی کم سے کم کیشے میموری ہوتی ہے۔

ج: **ڈیوئل کور (Dual Core)**: اگر آپ بہت اچھا پروسیسر خریدنا چاہتے ہیں تو Dual Core یا کور ٹو ڈیو Core2Due پروسیسر منتخب کیجئے کیونکہ اس میں دو پروسیسر ہوتے ہیں جن کی بدولت کم وقت میں زیادہ کام کیا جا سکتا ہے۔

مدر بورڈ

Motherboard

مدر بورڈ کمپیوٹر کا جسم ہوتا ہے اور عموماً ہر چیز مدر بورڈ میں ہی لگتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمپیوٹر کا کتنا اہم حصہ ہے۔ اس کی خریداری میں درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

(الف) مدر بورڈ آپ کے خریدے ہوئے پروسیسر سے مطابقت رکھتا ہو۔

(ب) اسی طرح مدر بورڈ کو اس پر ریم (Ram) سے بھی مطابقت ہونی چاہئے جو آپ اس مدر بورڈ پر لگوانے کے خواہش مند ہوں۔ علاوہ ازیں مدر بورڈ میں یہ سہولت بھی ہونی چاہئے کہ اس پر بعد ازاں بڑی اور تیز رفتار RAM بھی نصب ہو سکے۔

(ج) کوشش کیجئے کہ ایسا مدر بورڈ خریدیئے جس میں زیادہ سے زیادہ I/O کنکٹرز لگ سکیں۔ I/O Connectors پر منتخب Devices لگ سکتی ہیں مثلاً ویڈیو کارڈ، ٹی وی ٹیونر کارڈ، ہارڈ ڈسک، نیٹ ورک کارڈ اور آڈیو کارڈ وغیرہ۔ خیال رہے کہ مدر بورڈ پر Ps/2، IDE، SATA، USE، PCI، PCS Express اور USB پورٹس وغیرہ بھی ہوں۔

(د) یہ بھی دیکھ لیجئے کہ مدر بورڈ پر (On Board) ویڈیو اور آڈیو کارڈ لگا ہو۔

رینڈم ایکسس میموری

RAM

ریم بہت سی اقسام، جسامتوں اور رفتاروں والی ہوتی ہے اس کے لئے درج ذیل پہلو مدنظر رکھنے چاہئیں۔

الف: ریم عموماً دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک RD RAM جو بہتر بھی ہوتی ہے اور مہنگی بھی جبکہ دوسری قسم DDR کہلاتی ہے جو ایک عام کمپیوٹر کے لئے کافی رہتی ہے۔

ب: میموری کی سپیڈ بہت اہم ہے جو میگا ہرٹز میں ہوتی ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ اسپیڈ والی ریم خریدی جائے۔

ج: میموری کا سائز بھی بہت اہم ہے۔ اگر آپ اپنے کمپیوٹر سے بہترین کارکردگی چاہتے ہیں تو 1 گیگا بائٹس کی ریم اپنے کمپیوٹر میں لگوایئے۔ عام کمپیوٹر میں کم سے کم 512 میگا بائٹس کی ریم لگی ہونی چاہئے۔

ہارڈ ڈسک Hard Disk

اچھی ہارڈ ڈسک کے لئے مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

الف: ڈیٹا اسٹوریج: ہارڈ ڈسک میں ڈیٹا اسٹوریج کی گنجائش کا فیصلہ خریدار خود بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ ایک اچھی ہارڈ ڈسک تقریباً 80 سے 160 گیگا بائٹس تک کی ہونی چاہئے۔ یاد رہے کہ گنجائش اور کارکردگی ایک دوسرے کے متضاد ہوتے ہیں۔ وہ ہارڈ ڈسک جو زیادہ گنجائش والی ہوں ان کی کارکردگی کم ہوتی ہے جب کہ بلند کارکردگی والی ہارڈ ڈسک میں گنجائش کم ہوتی ہے۔

ب: قسم: ہارڈ ڈسک کی یہ قسم بھی بہت اہم ہے۔ یہ عموماً تین قسم کی ہوتی ہیں۔ IDE,SCSI اور IDE-SATA ذرا پرانی قسم ہیں لیکن ہمارے ہاں آج بھی یہ زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ SATA اور SCSI نئی اقسام ہیں جو بہتر کارکردگی کے ساتھ ساتھ پائیداری کی حامل بھی ہیں۔ ہارڈ ڈسک ٹائپ کا انتخاب مدر بورڈ پر بھی منحصر ہوتا ہے کہ کون سی ٹائپ کو سپورٹ کرتا ہے۔

ج: اسپیڈ: ہارڈ ڈسک کی رفتار (RPM) یعنی (Rotation per mintute) کے پیمانے پر ناپی جاتی ہے کوشش کیجئے زیادہ سے زیادہ RPM والی ہارڈ ڈسک خریدیں۔

مانیٹر Monitor

مانیٹر کے لئے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ سی آر ٹی یعنی کیتھوڈ رے ٹیوب مانیٹر لیا جائے یا ایل سی ڈی (LCD) لیکوڈ کرسٹل ڈسپلے والا مانیٹر۔ آج کل LCD مانیٹر کی قیمتیں کم ہو چکی ہیں اس لئے یہی مناسب رہے گا۔ خیر مانیٹر جو بھی خریدیں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

1۔ اسکرین سائز کا مطلب ہوتا ہے کہ مانیٹر کا ڈسپلے ایریا کتنا ہوتا ہے۔ عموماً 15 سے 21 انچ تک اسکرین والے مانیٹر اچھے معیار کے ہوتے ہیں۔

2۔ ریزولیشن سے مراد یہ ہے کہ کسی مانیٹر کے اسکرین پر زیادہ سے زیادہ کتنے (Pixels) ظاہر ہو سکتے ہیں۔

3۔ مانیٹر لیتے وقت یہ بھی جان لیجئے کہ اس کا refresh time یا response time کتنا ہے۔ اس سے مراد وہ وقت جو کوئی مانیٹر ایک دوسرے سے عکس تک تبدیلی میں لگاتا ہے۔ لہٰذا یہ ٹائم جتنا کم ہوگا۔ مانیٹر بھی اتنا ہی بہتر سمجھا جائے گا۔

4۔ یہ بھی دیکھ لیجئے کہ مانیٹر میں کتنے کنکٹرز لگ سکتے ہیں۔ جتنے کنکٹرز لگ سکتے ہیں اتنی ہی زیادہ ڈیوائسز مانیٹر کے ساتھ لگ سکتی ہیں۔

ڈی وی ڈی ڈرائیور

DVD Drive

آج کل DVD کا استعمال بہت بڑھ چکا ہے لہٰذا کمپیوٹر خریدتے وقت اس میں DVD ہی لگوایئے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس DVD اور CD دونوں بآسانی چل سکتی ہیں لیکن ڈی وی ڈی رائٹر زیادہ بہتر رہے گا کیونکہ اس میں آپ CDs یا DVDs چلانے کے ساتھ ساتھ انہیں بآسانی رائٹ بھی کر سکتے ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

کامیابی

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

فہیم احمد ابن مکرم نعیم احمد قمر صاحب کلاس 4th نے امسال International Kangaroo Mathematics Contest میں شرکت کی اور آرمی پبلک سکول کھاریاں کینٹ میں پہلی ضلع گجرات میں پانچویں اور پورے پاکستان میں بیسویں پوزیشن حاصل کی ہے جبکہ کل بچوں کی تعداد 8157 تھی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک فرمائے اور دینی و دنیاوی حسنات سے نوازے۔ جماعت کے لئے مفید وجود بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم عبدالقیوم شاہد صاحب کارکن دفتر جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ شاہدہ قیوم صاحبہ کے گردے عرصہ 4 ماہ سے واش ہو رہے ہیں۔ ٹانگ میں انفیکشن ہونے کی وجہ سے مصنوعی وین لگائی گئی ہے۔ ڈیڑھ ماہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

مکرمہ نصیرہ نصیر صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد قریشی صاحب مربی سلسلہ لاہور تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ سلمیٰ سجاد خان صاحبہ اہلیہ مکرم سجاد احمد خان صاحب ایوان توحید راولپنڈی عرصہ ڈیڑھ سال سے بیمار ہیں۔ ہر قسم کے ٹیسٹ کروانے کے بعد بھی بیماری کی تشخیص نہیں ہو رہی۔ گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

نکاح

مکرمہ سیدہ خالدہ نعیم صاحبہ کراچی تحریر کرتی ہیں۔

میرے بیٹے مکرم سید سہیل احمد صاحب واقف نو ابن مکرم ڈاکٹر سید نعیم احمد صاحب صدر حلقہ گلشن جامی کے نکاح کا اعلان مورخہ 30 جولائی 2014ء کو بیت المبارک ربوہ میں محترم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے بعد از نماز ظہر مکرمہ سیدہ سارہ حنیف صاحبہ بنت مکرم سید حنیف احمد قمر صاحب مربی سلسلہ وکالت تبشیر ربوہ کے ساتھ کیا۔ دلہن و دلہا مکرم سید قاسم شاہ صاحب آف معین الدین پور گجرات اور مکرم سید باغ علی شاہ صاحب کی نسل سے ہیں۔ دلہا مکرم سید نذیر احمد صاحب آف کراچی کا پوتا، مکرم سید محمد افتخار حسین شاہ صاحب آف کراچی اور مکرم افتخار علی قریشی صاحب سابق نائب صدر مجلس تحریک جدید ربوہ کی بہن کا نواسا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں اور جماعت کیلئے بابرکت کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم قریشی خالد ندیم صاحب کارکن تزئین ربوہ کمیٹی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھابھی مکرمہ بلقیس امان صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ نیکا پورہ ضلع سیالکوٹ اہلیہ مکرم امان اللہ قریشی صاحب سیکرٹری مال نیکا پور مورخہ 22/ اکتوبر 2014ء کو بعمر 65 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اسی دن بعد از نماز عصر مقامی قبرستان میں مکرم مرزا منیر احمد ناصر صاحب مربی ضلع سیالکوٹ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم عبدالستار صاحب امیر سیالکوٹ شہر نے دعا کروائی۔ مرحومہ ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کی فدائی خاتون تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں خاوند کے علاوہ 2 بیٹے، 2 بیٹیاں 1 پوتا 1 پوتی اور 4 نواسیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم تقی الدین احمد قریشی صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ شہر کے قائد رہے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرمہ صفیر صدف صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر محمود صاحب فیصل ٹاؤن لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میرے والد مکرم محمد شفیع باجوہ صاحب بدوملہی ضلع نارووال حال فیصل ٹاؤن لاہور مورخہ 29 ستمبر 2014ء کو بعمر 84 سال ویلنیشیا ٹاؤن لاہور میں وفات پا گئے۔ مورخہ 30 ستمبر 2014ء کو مکرم طاہر احمد ملک صاحب امیر ضلع لاہور نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان ہانڈو گجر لاہور میں تدفین کے بعد مکرم شاہد محمد ساہی صاحب مربی سلسلہ جوہر ٹاؤن نے دعا کروائی۔ آپ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ پانچ ماہ قبل دماغ کا کینسر تشخیص ہوا تھا۔ اس بیماری میں صبر و حوصلہ سے مرض کا مقابلہ کیا۔ تاہم تقدیر الٰہی غالب آئی۔ مرحوم کو 1958ء میں عین جوانی کی عمر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق ملی۔ جس پر انہیں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ تمام نامساعد حالات کے باوجود آپ سلسلہ احمدیہ سے منسلک رہے۔ اور تادم زیست خلافت احمدیہ سے تعلق رہا۔ والد محترم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، خلافت احمدیہ اور جماعت سے وفا کا تعلق تھا۔ آپ ملنسار، مہمان نواز، پابند صوم صلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ اکثر ایک ماہ میں قرآن کریم کا دور مکمل کر لیتے۔ آپ بہت محنتی انسان تھے اور بدوملہی کے پسماندہ ماحول کے باوجود اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے، پانچ بیٹیاں، چار پوتیاں، دو پوتے، چار نواسیاں اور چھ نواسے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کا ایک بیٹی اور بیٹا میڈیکل ڈاکٹرز اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں پی ایچ ڈی ڈاکٹرز ہیں۔ والد صاحب مکرم محمد اسماعیل منیر ثانی مربی سلسلہ مرحوم کے ماموں تھے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کے درجات بلند کرے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی دعاؤں کا وارث بنائے اور ان کی خوبیوں کو آئندہ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ملازمت کے مواقع

پنجاب پبلک سروس کمیشن نے بورڈ آف ریونیو پنجاب، لیبر اینڈ ہیومن ریسورس ڈیپارٹمنٹ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور پبلک پرسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ میں ملازمتوں کا اعلان کر دیا ہے۔ تفصیلات اور آن لائن اپلائی کرنے کے لیے وزٹ کریں:۔

www.ppsc.gop.pk

PIA'S شہید بے نظیر بھٹو فلائٹ اکیڈمی کو کمرشل پائلٹ ٹریننگ پروگرام (4th Batch) کیلئے F.Sc/'A'Level پاس امیدواراوں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ ایسے نوجوان جن کی عمر 17 سال تک ہو اپنی درخواستیں 30 نومبر 2014ء تک جمع کرواسکتے ہیں۔

ایک پبلک سیکٹر آرگنائزیشن کو ایک سے دوسالہ اپرنٹس شپ پروگرام کے تحت اپرنٹس انجینئر اپرنٹس ڈرافٹس مین اور اپرنٹس ٹریڈ مین کی آسامیوں کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔

بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا کو ڈیٹا مینیجر، ڈیٹا اینٹری سپر وائزر اور ڈیٹا اینٹری آپریٹر کی خالی آسامیوں کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔ آن لائن اپلائی کرنے کے لیے وزٹ کریں:

www.bisesargodha.edu.pk

عزیز فاطمہ ہسپتال فیصل آباد میں ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، گائنا کالوجسٹ اور اس کے علاوہ لیبارٹری سٹاف میں آپریشنل مینیجر، لیب ٹیکنالوجسٹ، اسسٹنٹ لیب ٹیکنیشن، فلیبوٹومسٹ، اسسٹنٹ فلیبوٹومسٹ (ٹرینی) اور میڈیکل اٹینڈنٹ کی ضرورت ہے۔

USAID اور دیگر اداروں کے تعاون سے چلنے والے ادارے ڈیری اینڈ رورل ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن کو لاہور اور جنوبی پنجاب کے فیلڈ آفس کے لئے ایم اینڈ ای آفیسر، ایم اینڈ ای کوآرڈ نیٹر، ایم اینڈ ای اسسٹنٹ، اسسٹنٹ مینیجر اکاؤنٹس، فیلڈ اکاؤنٹس آفیسر، کمیونیکیشنز مینیجر، کمیونیکیشنز سپیشلسٹ، کمیونیکیشنز ٹیکنیکل کوآرڈ نیٹر، پروکیورمنٹ آفیسر، اسسٹنٹ پروکیورمنٹ آفیسر، آڈٹ ایگزیکٹو، فیلڈ ایڈمن آفیسر، ڈیٹا اینٹری آفیسر، انوائرمنٹ آفیسر، فرنٹ ڈیسک آفیسر اور آئی ٹی اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔

ایک پبلک سیکٹر آرگنائزیشن کو کراچی اور اسلام آباد کے لیے اسسٹنٹ مینیجر (ایڈمن / الیکٹرونکس، الیکٹریکل، مکینیکل ایچ وی اے سی / مکینیکل / کیمسٹری / فنانس)، جونیئر ایگزیکٹو (ایڈمن)، جونیئر اسسٹنٹس (ایڈمن / فنانس) اور ڈیٹا اینٹری آپریٹر (کمپیوٹر آپریشن) کی آسامیوں کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔ مزید تفصیلات و آن لائن اپلائی کرنے کیلئے وزٹ کریں:

www.suparco.gov.pk/smartcareers

نوٹ: اشتہارات کی تفصیل کیلئے 26۔ اکتوبر 2014ء کا اخبار روزنامہ جنگ ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت و تجارت)

ملیریا سے بچاؤ

آج کل عام طور پر ہسپتال میں ملیریا کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملیریا سے بچاؤ کیلئے درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ

☆ گھروں کے باہر کیاریوں اور اردگرد کے ماحول میں سپرے کروائیں۔

☆ دروازوں اور کھڑکیوں پر جالی لگوائیں۔ اگر جالی لگی ہوئی ہے تو انہیں بند رکھیں۔

☆ خصوصاً رات کے اوقات میں Repellant میٹس اور جلیبی ٹائپ رنگ وغیرہ استعمال کریں۔

☆ گھروں کی چھتوں اور صحن میں سونے کی صورت میں مچھر دانی کا استعمال کریں۔

☆ گھروں کے باہر پانی کھڑا نہ ہونے دیں۔ ڈسٹ بن اوپر سے ڈھکے ہونے چاہئیں اور ان کو فوری طور پر خالی کر دیا جائے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

دنیا کے پُرامن ممالک

ناروے

یہ ایک دوستانہ ماحول کا حامل ملک ہے اور اسے بھی رہائش کے حوالے سے انتہائی محفوظ ترین ملک قرار دیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ انسانی ترقی اس ملک میں دیکھی گئی ہے۔

سنگاپور

سنگاپور کو 1965ء میں آزادی حاصل ہوئی اور یہ ہمیشہ دوسرے ممالک کے ساتھ سماجی، اقتصادی اور خوشگوار سیاسی تعلقات رکھتا ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے اور اس کا شمار دنیا کے امیر ترین ممالک میں کیا جاتا ہے۔

سلووینیا

یہ ایک خوبصورت یورپی ملک ہے اور ایک دلچسپ سیاحتی مقام بھی ہے اور اس کے شہر Maribor اور Ljubljana ایک منفرد ثقافت رکھتے ہیں۔ اس ملک میں اندرونی تنازعات، تشدد احتجاج، داخلی اور خارجی جنگیں اور جرائم کی سطح انتہائی کم ہے۔

سویڈن

سویڈن کا شمار دنیا کے خوبصورت ترین ممالک میں جاتا ہے اور یہ شمال یورپ میں واقع ہے۔ اگرچہ سویڈن سب سے زیادہ اسلحہ ایکسپورٹ کرنے والے ممالک میں سے ایک ہے لیکن یہاں ڈکیتیوں کی سطح انتہائی کم ہے۔

آئس لینڈ

آئس لینڈ دنیا میں پیدا ہونے والے اہم تنازعات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے اور آپ نے شاید شاذ و نادر ہی شہہ سرخیوں میں اس کے حوالے سے کوئی خبر پڑھی ہو یہاں تک کہ چند سال قبل آئس لینڈ میں موجود برفانی گلیشیئر کے خاتمے کے معاملے نے عالمی حیثیت بھی اختیار کئے رکھی۔ اس ملک میں متعدد حیرت انگیز مقامات موجود ہیں جہاں شاندار قدرتی نظارے کئے جاسکتے ہیں۔

بیلجیئم

بیلجیئم یورپ کے سب سے زیادہ بہترین اور پُرامن مقامات میں سے ایک ہے۔ یورپ کے مرکز میں واقع یہ چھوٹا ملک ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ بیلجیئم کے قرون وسطیٰ کے شہر، خوبصورت ٹاؤن ہالز اور جادوئی محل سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔

چیک ریپبلک

چیک ری پبلک نسبتاً ایک نیا ملک ہے اور یہ 1989ء میں وجود میں آیا۔ لیکن انتہائی کم وقت میں یہ دنیا کا پرامن ملک بن چکا ہے۔ اس ملک میں ایسے قدرتی نظارے پائے جاتے ہیں جنہیں دیکھتے ہی انسان کی سانسیں تھم جائیں اور اسی وجہ سے یہ ملک دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ کا مرکز بھی ہوتا ہے۔

سوئٹزرلینڈ

اس ملک کی حکومت کو سب سے بہترین حکومت قرار دیا جاتا ہے جہاں سیاسی کلچر بالکل آزادانہ ہے۔ حکومت کے معیار کی عکاسی اسی بات سے ہوتی ہے کہ یہ ملک سیاسی عدم استحکام کے حوالے سے انتہائی کم سطح بھی کم ہونے کی وجہ سے اس کا شمار دنیا کے پُرامن ممالک میں کیا جاتا ہے۔

جاپان

جاپان دنیا کی تیسری بڑی معیشت رکھتا ہے اور جنگ عظیم دوئم کے بعد سے یہ ایک پُرامن ملک کے طور پر جانا جاتا ہےس ملک میں جرائم اور اندرونی تنازعات کی سطح انتہائی کم ہے۔ ملک میں امن وامان کی صورتحال کو برقرار رکھنے کیلئے ایک داخلی سیکیورٹی فورس موجود ہوتی ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 11 ستمبر 2014ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 30۔اکتوبر

طلوع فجر	5:00
طلوع آفتاب	6:20
زوال آفتاب	11:52
غروب آفتاب	5:23

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

30۔اکتوبر 2014ء

6:20 am	حضور انور کا انصاراللہ بیلجیئم کے اجتماع سے خطاب
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	ایوان طاہر کا افتتاح 26 جولائی 2012ء
1:50 pm	ترجمۃ القرآن کلاس 25 نومبر 1997ء
9:35 pm	ترجمۃ القرآن کلاس

ای میل کے ذریعہ رابطہ کریں

خریداران الفضل سے درخواست ہے کہ خریداری یا اخبار کی ترسیل اور مالی معاملات سے متعلق دفتر الفضل سے رابطہ کے لئے manager@alfazl.org کا ای میل استعمال کریں۔ تاکہ دفتر کی طرف سے بذریعہ ای میل آپ سے رابطہ کیا جاسکے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ای میل کرتے وقت اپنا نام، مکمل پتہ اور خریداری نمبر ضرور درج کریں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

FR-10